

قَالَ بَلَىٰ هَٰذَا أَكْبَرُ الْقَاتِلِينَ بِمَا يَطْلَعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ (وَبُخَارِي شَرْيَفًا)
 ترجمہ: ہاں (یعنی مجھ میں) نازلے اور قاتلے ہوئے اور اس میں سے نکلیں گے قرن شیطان کا

الحمد للہ کہ کتاب مستطابہ

الموسومہ

تاریخ نجد

یعنی

حقیقت و بابتہ

جس میں

نجد اور شہج نجدی اور اس کے بنا کردہ فرقہ و بابتہ کے حالات عقائد اور
 کارنامے بیان کئے گئے ہیں۔ کہ اس نے آج سے سو اسی سال پیشتر کس بے وردی
 سے مسلمانوں کو قتل کیا۔ اُن کے اموال لوٹے اور اُن کے مقامات مقدسہ کی بے حرمتی کی۔
 جس پر شرک خاں زبان اسلام شمشیر بکف نکلے۔ اور نجدیوں کو بد اعمالیوں کی خوب سزا دی۔
 ابن سعود کی سابقہ مسلم کشی اور طائف میں تازہ مظالم کا بھی اس میں ذکر ہے
 انجمن حزب الاحناف لاہور نے اپنے اسلامی بھائیوں کو حقیقت حال سے باخبر کرنے کے
 لئے ربیع الثانی ۱۳۳۳ھ مطابق ۱۹۲۳ء میں شائع کیا

۱
 ہے کوئی ایسے لاہور میں باہتمام میر قدرت اللہ پرنسٹر چھپا

نقشه خوارزم و دیگر بلاد اطراف آن



شمالی ترکستان

ترکستان

ایران

پنجاب

دلی

هندوستان

کابل

لاری

مغان

صالحه دانه

طهرت

مغان

بند

شیراز

طهرت

ایران

مغان

دلی

مغان

طهرت

مغان

طهرت

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

عرض حال

خداوند و نصلی علی رسولہ الکریم و علی آلہ واصحابہ اجمعین یا اللہ مجھے توفیق دے کہ میں فرقہ بندی کی صحیح صحیح تاریخ مسلمانوں کے سامنے پیش کر سکوں تاکہ ان کو اس فرقہ کے حالات سے اطلاع ہو۔ اور وہ باخبر ہو کر صحیح نتیجہ پہنچ سکیں یہ تمام واقعات جو مذکور ہو گئے ہیں وہ ہیں اور تمام سلاطین ترکی کی تاریخوں میں ملتے ہیں۔ نیز اسٹوٹ گارٹن یا برٹینی کا یہ مفصل مذکور ہیں **عربی تاریخیں** متعلق چنگاپ تو ہمارے ہی ان واقعات کی صداقت پر شاہد ہیں ۱۳۱۲ء میں ایک کتاب "وہابی نامہ" لکھنؤ میں چھپی تھی جو عربی کتاب کا ترجمہ ہے۔ اس سے اور نیز مفتی محمد مسٹر کی کتاب "الذیاد السنیہ" اور کتاب "مذہب سلا" سے جو بڑی تحقیق سے ہر فرقہ کی اپنی کتابوں سے مرتب کی گئی ہے۔ میں یہ کتاب لکھی ہے۔ لہذا اس کے تمام واقعات صحیح صحیح ہیں۔

فقہ "وہابیہ" ایک سو دس سال کے بعد پھر کھڑا ہوا ہے۔ اس وقت کا عالم سعود جس کے کارنامے مذکور ہوئے تھے زندہ نہیں اس ابن سعود زندہ ہے۔ شریف مکہ نے سلطان اعظم سے بغاوت کی اور غداری کے گناہ کی اس کو ان کے ماتحتوں سزا ملی جن کو ہندو روم و کابل و مصر الغرض دنیا کے اسلام اگر کافر کا لفظ سخت نہیں تو بے دین تو ضرور کہتی ہے۔ اس سے زیادہ شریف کی ذلت کیا ہوگی کہ وہ دہلیوں کے ماتحت ذلیل ہو۔ ہمیں شریف سے کوئی ہمدردی نہیں۔ وہ جتنا ذلیل و خوار ہو بہتر ہے مگر کوئی مسلمان جسے دہلیوں کی گزشتہ تاریخ سے واقفیت ہو گوارا نہیں کر سکتا کہ ان کا قدم ناموس و حیا کی مقدس سر زمین میں جسے لوہے مسلمان پھر اپنے بزرگوں کے مقاماتِ مشربہ کو منہدم ہونے دیکھیں۔

ہمارے بھولے بھائے مسلمان بھائی جن کو دہلیوں کی تاریخ اور اعتقادات سے

انہی نہیں کہتے ہیں کہ خدا کا شکر ہے کہ خلیفہ مکہ سے مخلصی حاصل ہوئی۔
ہم ان کی اس مسرت سے ہم آہنگ ہیں مگر جیسا کہ صدر جمعیۃ العلماء نے ظاہر
کر دیا ہے ہم کہتے ہیں کہ وہابیوں کا حجاز پر قبضہ مسلمانوں کے لئے شریف کے قبضہ سے زیادہ
وبالہ حال و ضرر رساں ہے اور ہمیں گوارا نہیں کہ ان کی حکومت وہاں قائم ہو۔

اس بات کے ثبوت میں کہ وہابی نہایت بے ادب فرقہ ہے۔ ہم ان کی گزشتہ
سرخ سے چند ورق پیش کرتے ہیں اور ان کے حمایتیوں سے جو اپنے آپ کو تقیہ سے
ہست ظاہر کرتے ہیں پوچھتے ہیں۔ کیا آپ ان بے ادبیوں کو جو وہابیوں سے
آج سے سو سو سال پیشتر **حرمین شریفین** میں ستر ہویں جاؤں سمجھتے
ہیں۔ اگر نہیں سمجھتے تو **جہان** کہ آپ کے پاس کیا دلیل ہے۔ کہ وہابی اب انہی
حرکات کے پھر تک نہیں ہو گئے۔ کیا انہوں نے اپنے اعتقادات بدل لئے ہیں یا
انہوں نے اپنے بزرگوں کے افعال پر انہماک نہایت کیا ہے؟ مگر کیا ہے تو اس کا کیا ثبوت
ہے؟ لاؤ اور پیش کر دو۔ اگر کوئی ثبوت نہیں اور نہ ہو سکتا ہے۔ تو خدا کے لئے ان کی
حمایت میں آواز بلند کر کے بے خبروں کو گمراہ نہ کرو۔

فرقہ الہدیٰ **میش** جس کے عقاید بہت کچھ **نہیوں** سے ملتے ہیں۔ اور جو زبان
سے کہے جاتا ہے کہ وہ ہم ہیں سے **ہم ان کی دو خصلتوں** سے بیزار ہیں دیکھو
نواب صدیق حسن خاں کا رسالہ **حطہ فی احوال الصالحین** مستتر۔ اگر ان کے غلبہ پر
انہی مسرت کرے اور **ابن مسعود کو مبارکباد** اور **بریلو تار بری نیکیا** نجاس مسرت
منعقد کرے اور بنائے کہ حرم شریف وہابیوں کے آنے سے پاک ہوا ہے۔ تو حق بجانب
ہے کیونکہ ہر ایک کو اپنے ہم عقیدہ بھائیوں کی کامیابی پر خوشی منانی چاہیے۔ مگر
حنفیوں کی عبادت کے فریعوں کو فور سے دیکھو کہ تم سے کون کی فتح پر خوشیاں منانے
کو کہا جا رہا ہے۔ کیا تم اس بات پر خوش ہو سکتے ہو کہ تمہارے بزرگوں
کے آثار و مہدم گئے جائیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسل کرنے اور

کے آثار و مہدم گئے جائیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسل کرنے اور
انہی فرقہ کی سیادت شافعی پر بعض اقلیت انہی نشوونما سے رہے ہیں۔

ان پر درود بھیجنے سے بکھر روک دیا جائے اگر تم اس پر خوش ہو تو دانتے
گراں لپس امر و زبود فردا کے۔ ہمیں نہ شریعت سے تعلق ہے نہ کذبوں سے لگاتار ہمارا
تعلق حجاز سے اسلامی و نہ یہی ہے اگر شریعت کی دست ہوئی تو ہمیں کوئی مسئلہ نہیں
ہمیں نجدیوں کے قبضہ پر صدائے احتجاج بلند کرنے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ اگر ان کی
گذشتہ تاریخ بدنامی سے پاک ہوئی مگر وہ نا تو اسی بات کا ہے کہ کبھی بڑا بے ادب
فرقہ ہے۔ تمام مسلمانوں کو کافر و مشرک سمجھ کر قتل کرنا اس کے نزدیک بڑے ثواب کا کام
ہے اس لئے کوئی مسلمان اس کے قبضہ حجاز پر خوش نہیں ہو سکتا۔

نجد و امیر نجد

نجد ایک ملک ہے جو حجاز اور عراق یا یوں کہو کہ مکہ اور بصرہ کے درمیان واقع
ہے اس کے حدود اربعہ یہ ہیں شمال۔ عراق۔ طرف مشرق۔ حجاز۔ سمت
مغرب۔ پچامہ۔ سوئے جنوب۔

نجد کے معنی ہیں بلند زمین کے ہیں چنانکہ یہ حجاز وغیرہ سے بلند کی پر واقع ہے اس لئے
اس کا نام نجد ہے اس کی لہائی شمالاً جنوباً ساڑھے پانچ سو اور شرقاً غرباً ساڑھے
چار سو میل ہے۔ رقبہ ایک لاکھ اسی ہزار مربع میل ہے۔ یہ ملک شمال۔ جنوب اور مشرق
کی طرف ریگستانی صحراؤں سے گھرا ہوا ہے۔ صرف مغرب کی طرف حجاز اور عیسر آباد
ملک ہیں۔ جبیل شمر۔ قاسم۔ عریہ۔ حریق۔ پچامہ اور وادی دواسیر اس کے
بڑے حصے ہیں۔ نجد سرسبز ملک ہے اس کے گھوڑے مشہور ہیں۔

نجد کی آبادی کا اندازہ دس لاکھ کیا گیا ہے یہ یمن اور عیسر سے آٹھ لاکھ کم اور
حجاز سے سات لاکھ زیادہ ہے اس حساب سے نجد کی آبادی حجاز۔ یمن اور عیسر کے نصف
ہے۔ نجدی ہمیشہ شمالان اسلام سے برگشتہ رہے ہیں۔ انیسویں صدی کے شروع میں
انہوں نے ترکوں سے اس وقت بغاوت کر دی۔ جب کہ وہ یمن سے مصر میں ہجرت
کئے۔ جب ترکوں کو ادھر سے فراغت ہوئی۔ تو محمد علی پاشا غدیو مصر نے ۱۸۱۹ء میں
پھر نجدیوں کو مطیع کیا۔ اس وقت نجد کا پایہ تخت درعیہ تھا۔ ۱۸۴۱ء میں نجد کو حکومت بصرہ
کے ماتحت ایک صوبہ قرار دیا گیا۔ اس کا ذیلی حقوق میں رہتا تھا اس سے تیس برس کے

بعد کچھ عرصہ میں اور امیر ہند حکومت آئے۔ محمد بن رشید مغرب میں جس کا مقام حائل
 تھا اور عبداللہ بن سعود مشرق میں جو ریاض میں رہتا تھا۔ یہ حالت ۱۸۹۲ء تک رہی
 اس وقت حائل کی آبادی دس بارہ ہزار تھی۔ پھر دونوں امیروں میں سخت جنگ
 ہوئی جس میں اول الذکر فتح یاب ہو کر تمام نجد کا امیر قرار پایا۔ ابن رشید ۱۸۹۶ء میں
 فوت ہو گیا اور اس کا جانشین اس کا بھائی عبدالعزیز ہوا جو ریاست سنبھال نہ سکا
 اس نے ۱۹۰۲ء میں ابن سعود سے شکست کھائی۔ اور نجد کی حکومت کے صدر مقام
 ریاض کو پھر تفویض حاصل ہو گیا۔ امیر نجد کی سالانہ آمد ساٹھ ہزار پاؤنڈ شمار کی گئی ہے۔
 اور اس کے خزانہ میں پندرہ لاکھ پاؤنڈ جمع بتائے جاتے ہیں۔ موجودہ امیر نجد عبدالعزیز
 عبداللہ کا بھائی ہے۔ یہ گزشتہ چار بڑے عظیم میں ترکوں کے خلاف اور گزشتہ اکتوبر تک نصیب
 کا وادیہ تھوار ریاض جیسے کہ وہ زمیندار ہاں ہیں ہمہ حمایت نجدی حقیقت کو چھپا نہیں سکا۔
 نجدیوں کی دو سالہ فطرت وہ سب اب کیسے بدل سکتا ہے۔ اب تو وہ حصول مدعا کے
 لئے تکیہ سے کام لیکر سبز باغ دکھاتے ہیں۔ مگر جب تسلط جمائیں گے تو ان کا مقصد نائے
 طبیعت اور ملائیس اور زیادہ تر شیخ نجدی انہیں مجبور کرے گا کہ وہ مسلمانوں کو مشرک
 و کافر کہہ کر ان کو قتل کریں۔ اور اگر اب تک انہوں نے مشرک مقامات نہیں گرائے
 تو پھر ڈھا دیں۔

احادیث نبوی بدست نجدیاں

سید عبدالرحمن الاولیٰ مقتدی زید بخاری فرماتے ہیں کہ وہابیوں کے رد میں کسی کو
 کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ حضور علیہ السلام کی احادیث صحیح کافی ہیں۔ عین ابن
 عمر قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذکلمکم ببارک لنا فی شایئنا اللهم بارک
 لنا فی یمننا قالوا یا رسول اللہ و فی نجد قال اللهم بارک لنا فی شایئنا
 اللهم بارک لنا فی یمننا قالوا یا رسول اللہ و فی نجد قال فآظنہ قال فی الثالثہ
 ہذا لک الاول والیانی و ہنا یطلع قرن الشیطان (رواہ البخاری و الترجمہ)
 محمد بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ فرما یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے خدا برکت کر
 یا اسے لکے ولایت ہماری شام میں اسے خدا برکت کہہ مارے لئے ولایت ہماری یمن میں۔

عرض کیا سامعین نے یا رسول اللہ اور ہمارے نجد میں۔ فرمایا حضورؐ کرتے اسے خدا برکت کر
ہمارے لئے دلائل ہمارے شام میں۔ اسے خدا برکت کر ہمارے لئے ولایت ہمارے یمن میں
عرض کی سامعین نے یا رسول اللہ اور ہمارے نجد میں (مجھے گمان ہے کہ قیسری مرتبہ حضرتؐ فرمایا)
وہاں (نجد میں) زلزلے اور فتنے ہوتے اور اس میں نکلیں گا قرن دگر وہ احوال شیطان
کا۔ روایت کیا اسے بخاری نے۔ ایک نعت میں ہے کہ وہ قرن نکلیں گے۔ علماء نے ایک
قرن شیطان سے میلہ کذاب مراد لی ہے اور دوسرے سے ابن عبد الوہاب کو اور فرمایا
مشرق سے (نجد حجاز سے مشرق کی طرف ہے) کچھ لوگ نکلیں گے جو قرآن پڑھیں گے مگر وہ
ان کے گلوں سے تباہ نہ کرے گا۔ جب ایک قرن ختم ہو جائیگا۔ تو دوسرا قرن آجائے
گا۔ یہاں تک کہ ان میں سے آخر مسیح دجال کے ساتھ ہوگا۔

حضور علیہ السلام نے ان کی علامت یہ بھی بتائی ہے کہ وہ سرگٹھیں بن جائیں
شیخ نجدی اپنے متبع کو سرگٹھانے کا حکم دیتا اور سرگٹھانے نہیں دیتا تھا۔ جب تک
کہ سرگٹھ والی تابلکہ عورتوں کو سرگٹھانے کا حکم دیتا تھا۔

لطیفہ۔ ایک مرتبہ ایک عورت مجبوراً اس کے دین میں داخل ہوئی اس نے
حکم دیا۔ کہ وہ سرگٹھانے اس نے کہا میں اس حکم کی تعمیل نہیں کر سکتی جب تک
کہ تو مردوں کو بھی ڈاڑھی منڈوانے کا حکم نہ دے۔ کیونکہ عورتوں کے سر بال مردوں
کی ڈاڑھی کی طرح ہیں اس پر شیخ نجدی بہت ہنس پڑا۔

ایک اور حدیث میں حضور علیہ السلام نے ان لوگوں کو مژدہ دیا ہے۔ جو ان
مبتدعین کو ہلاک کریں یا ان کے ہاتھ سے مارے جائیں۔

یہاں تمام احادیث کے ذکر کرنے کی گنجائش نہیں۔ علامہ سیّد علوی بن احمد
بن حسن بن القطب السید عبداللہ الحداد باعلوی نے اپنی کتاب **جلاء الظلام**
فی الرد علی النجدي الذی اضل العوام میں جو شیخ نجدی کے رد میں بہت بڑی
کتاب ہے۔ بہت سی احادیث بیان کی ہیں اور شیخ الاسلام مولانا السید احمد بن
شرینی دھلان مفتی بیت اللہ الحرام نے **القدر السنی فی الرد علی الوهابیہ** میں
بھی ذکر کیا ہے۔ اس کتاب کا اردو ترجمہ مہری کتب خانہ کشریہ لاہور سے مل سکتا ہے۔

یہ نجدی بدعت بیان قرآن میں کوئی شک نہیں۔ صرف گمان اس میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قیسری مرتبہ حضرتؐ فرمایا

فرقہ و بابیہ کی ابتدا اور تعداد

کتاب مذاہب اسلام کے صفحہ ۶۴۷ میں لکھا ہے کہ شیخ نجدی کی مذہبی تبلیغ کی ابتداء ۱۲۳۲ھ سے ہوئی۔ یعنی اُن کے مذہب کو دنیا میں شروع ہونے میں دو سو سال ہوئے ہیں۔ ہندوستان میں اس مذہب کو سید احمد صاحب رائے بریلی ۱۲۴۴ھ میں لائے۔ محمد اسماعیل صاحب نے ان کی تقلید کی پس یہاں اس کی عمر سو سال کی ہے۔ اسلام کو ہندوستان میں داخل ہونے نو سو برس ہو چکے ہیں۔ ہمارے پاس تمام ہندوستان کی مردم شماری کے فرقہ دار اعداد و شمار نہیں۔ عرب کے معلوم ہیں۔ ہاں مذہب غیر ملک پنجاب کی ہمارے رپورٹ موجود ہے اس سے اس فرقہ کی تعداد اور اس کی قدامت معلوم ہو سکتی ہے۔

پنجاب میں اسلام کو گیارہویں صدی عیسوی کی ابتدا سے استحکام حاصل ہوا۔ یہ دین حقہ ساٹھ سے تیرہ سو سال دنیا میں زیرِ پرز ہے۔ کوئی بے وقوف سے بے وقوف شخص بھی دسواں اس کے جس کو شیخ نجدی کی طرح مہم کرنے کا باطل دعوئے ہو، یہ نہیں کہہ سکتا کہ اسلام **مستحل مذہب نہیں**۔ ہم نے جس طرح اپنے آباد جہاد کو قرآن و ناز و دیگر ارکان اسلام ادا کرتے دیکھا، اسی طرح ہم ملت حنیفہ کے پیرو ہونے اس لئے کوئی نئے فرقہ کا پیرو اگر اپنی **پن چار پشت پر نظر کرے** گا تو اسے اپنے **اجداد** میں نہ کوئی اہلحدیث نہ کھائی دیکھائے **امدی نہ پیمبری نہ چکڑا الوی**۔ اگر اس کے باپ دادا کو مسلم تھے تو بھی اگر نہ تھے تو بھی اسے حنفی ہی نظر آئیں گے۔ سان جدید فرقوں کے اعداد خود ظاہر کر رہے ہیں۔ کہ ان کی ابتدا اسلام سے صدیوں بعد ہوئی ہے۔ اور

لے بہت اس کتاب سے بہت سی باتیں فرقہ و بابیہ کے متعلق اخذ کی ہیں۔ فرقہ مذکور کے واقعات کتاب **مرآۃ الرشید فی کرامۃ الارضینہ** دیکھو ترجمہ الناطقین فی مسجد الاولین والآخرین تألیف بحفیان اسماعیل حسنی مدنی۔ "تاریخ ہندوستان مولف شمس العلماء ذکا و اللہ صاحب" بتکرہ طبع لاہور۔ کتاب **التوحید** قمریہ مستقیم "لقوۃ الایمان" اور فرقہ و بابیہ کی اپنی لکھی ہوئی کتابیں جو بہت دامیہ کے کچھ کا ہیں۔ کتاب مذکور میں درج شدہ حقائق کی صحت کی ذمہ دار ہیں +

صرفت ہیں ہوئی ہے۔ جہاں اسلامی شان و شوکت کو ذوال شرع سچا اور مذہبی آزادی نے لاندہ ہی کا دروازہ کھول دیا دیکھو **کابل** میں قانون اسلامی نافذ ہے وہاں لاندہ ہی کو فتور برپا کرنے کی مجال نہیں۔ اب لاندہ آج تک وہ ملت حنیفہ ہی کے پابند ہیں۔

امام اعظم حضرت ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ میں انتقال فرما گئے۔ ان چاروں اماموں کے مذاہب کے اصول میں کوئی اختلاف نہیں۔ اسلامی فتوحات کی وسعت اور مختلف قوموں کے سملقہ بگوش یا تابع اسلام ہونے سے نئے نئے مسائل پیش آئے جن کا حل ہر ایک امام نے نیک نیتی سے کر کے ثواب دارین حاصل کیا۔ اور تمام امت محمدیہ کا چاروں مذاہب حقہ پر اجماع ہو گیا۔ بعد والوں کو زمانہ نبوی سے بعد کی وجہ سے نہ ان جیسے تفقہ کا پایہ حاصل ہوا نہ عزت رہی لہذا تیسری صدی کے بعد عالمان دین نے ان کی تقلید ہی میں ذریعہ سخبات سمجھا۔ یہی وجہ ہے کہ جب بارہویں صدی میں شیخ نجمی نے خود رائی سے کام لیا، تو دنیا کے عالمان دین مخالفت میں اٹھ کھڑے ہوئے اور اس کی کفریات پر اظہار نفرت کیا۔

اب کوئی اہل حدیث یا اور نئے فرقے والا لاکھ طرح دھوکا دے اور اپنے آپ کو اسی مذہب کا پابند بتائے جو قرن اقل میں تھا۔ مگر وہ اہل بصیرت کو جن کو تاریخ مذاہب سے واقفیت ہے، چل نہیں دے سکتا۔ ہم دیکھتے ہیں کہ پنجاب میں اہل حدیث کی تعداد اس وقت ساٹھ ہزار کے قریب ہے۔ جو صرف دس سال میں حنفیوں کی بے پردائی اور غفلت کی وجہ سے دو گنی ہوئی ہے۔ اس سے پہلے بہت ہی کم تھی اور سو سال پہلے صفر تھی۔ پس سو سال کے عرصہ میں صفر سے ترقی کر کے آج ساٹھ ہزار کی تعداد حاصل کرنا ظاہر کر رہا ہے۔ کہ اہل حدیث بالکل نیا فرقہ ہے اور قرون اولیٰ اسلامیہ میں اس کا کچھ پتہ نہیں۔

برخلاف اس کے مذہب حنفیہ کو دیکھیں کہ ہندوستان میں نام حق کی سناد کی کرنے کے لئے کسی مذہب آگے بڑھا اور باوجود فرقہ پر داز آزاد طبائع لوگ (شیعو وغیرہ) امت حنیفہ سے بتعداد ۳۴ لاکھ ۹۴ ہزار الگ ہو گئے ہیں۔ پھر بھی اس کے متبعین

کی تعداد ایک کروڑ ۲۹ لاکھ ۵۰ ہزار اور ۲۴ سو ۲۰ ہے یعنی سو میں سے ساڑھے ۵
 زیادہ اب بھی حنفی ہیں اور بے ادب فرقے یا دھندلے طرح طرح کی خریب کاریوں اور
 تفسیر کے اب بھی تین فی صدی سے کم ہیں۔
 ان تمام حقائق سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ سوائے ملت حنفیہ کے تمام دیگر
 فرقے جلدی ہیں اور ان کو اسلام سے بہت دور کی نسبت ہے +

مذہب نجدی

نجدی اپنے آپ کو حنبلی کہتے تھے مگر حقیقت یہ ہے کہ وہ کسی مذہب کے پابند
 نہ تھے۔ انہوں نے تمام کتب فقہ و فقہاء سیر جلاوی تھیں۔ قرآن کے معنی اور تفسیر اور
 زکوٰۃ کی تقسیم اپنی رائے کے مطابق کرتے۔ بعد از نماز دعا مانگتے مسلمانوں کو کافر کہتے
 اور ان کا قتل مباح جانتے تھے۔ ان کا کل احادیث، اقوال صحابہ و تابعین، ائمہ مجتہدین
 اور اجماع قیاس صحیح کے خلاف تھا۔ ایک دفعہ ایک شخص نے جو شیخ نجدی کی گرفت
 سے باہر تھا۔ اسے اجماع امت کے خلاف شیخ مذہب اختیار کرنے اور تمام دنیا کے علماء
 و فضلاء کو کاذب سمجھنے پر ایک دل آویز مثال سے چھوٹا ثابت کیا۔ اس نے کہا۔
 کہ اگر ایک ایسا شخص جس پر کچھ یقین ہو کہ وہ دیندار اور امین ہے بیان کرے
 کہ پہاڑ کے نیچے ایک فوج کچھ پر حملہ کر رہی ہے مگر کسی سے تو ہزار سوار ان کے مقابلہ
 کے لئے روانہ کرے مگر وہ اپنے اگر شاہیں کہ وہاں قہیم کا نام و نشان بھی نہیں + اور
 فی الواقع وہاں کوئی موجود بھی نہ ہو تو کیا ان ہزار سوار دل کو سچا سمجھے گا۔ یا اس شخص
 کو جس پر کچھ یقین ہو نے کا اعتبار تھا۔ نجدی نے جواب دیا مجھے ہزار ہی کو سچا سمجھنا
 ہوا کہ اس پر شخص مذکور نے کہا کہ تمام مسلمان علماء نے گزشتہ دو چودہ اپنی کتابوں
 میں میرے احوال کی تکذیب و رد کرتے ہیں۔ اس لئے ضروری ہوا کہ ہزار ہا استخفاف
 کی بات میں اور مجھے ویسا ہی کاذب سمجھیں جیسا کہ تو ایک شخص کو بمقابلہ ہزار
 مجرم سمجھنے پر مجبور ہوا۔ پھر شخص مذکور نے شیخ نجدی سے توسل دو سید پھر کر بارگاہ
 الہی میں دعا مانگنے پر گفتگو کی اور کہا حضرت عمرؓ نے قبل پیدا کیش نبی صلی اللہ وآلہ
 وسلم سے حضرت آدم کے توسل کی حدیث روایت کی ہے۔ حضرت عمرؓ نے یہ بتانے

کے لئے کہ نبی ﷺ سے توسل کرنے کے علاوہ سب دامت سے بھی توسل جائز ہے طلب
بارش کے لئے حضرت عباسؓ عموں رسولؐ کے وسیلہ سے بارگاہ الہی سے نزول باران
رحمت کی دعا مانگی جو قبول ہوئی اور خوب مینہ برسا جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے
نجدی اس کا بھی کچھ جواب نہ دے سکا اور بہت وحیران رہ گیا۔

شیخ نجدی نے دلائل الخیرات وغیرہ درود کی کتاب میں جلادی تہذیب اور اپنے
متبعین کو کتب فقہ و تفسیر و حدیث کے مطالعہ سے منع کرتا تھا۔ ہر پیرو کو اجازت
دیدہ تھی۔ کہ قرآن کریم کی تفسیر اپنے فہم کے مطابق کرے۔ ائمہ اربعہ کے اکثر اقوال
کو کہہ دیا کرتا تھا۔ کہ وہ بیچ ہیں۔ کبھی **اختیار ڈالتا** اور کہتا تھا کہ امام تو حق پر
میں مگر ان کے متبعین علماء جہنوں نے مذاہب اربعہ میں کتاب میں تابعیت کی میں
گمراہ ہیں۔ اور ادھنوں نے دوسروں کو بھی گمراہ کیا ہے۔ کبھی کہتا تھا شرعیات تو
ایک ہی ہے ان لوگوں نے چار مذہب کیسے بنا لئے ہم تو کتاب اللہ و سنت رسول
اللہ پر ہی عمل کرتے ہیں۔ کسی متصری یا شامی یا نجدی کے قول کی پیروی نہیں کرتے
اس سے اس کی مراد اکابر علماء احناف و حنابلہ وغیرہ ہیں جہنوں نے اس کے
رد میں کتاب میں لکھیں۔ **نقص مختصر** شیخ نجدی کے نزدیک حق وہی تھا جو اس کی خواہش
کے مطابق ہو۔ اگرچہ **نصوص شرعیہ و اجماع امت** کے مخالف ہو۔ اور باطل وہ تھا
جو اس کی خواہش کے مطابق نہ ہو۔ اگرچہ وہ نص جلی سے جس پر اجماع امت ہو
ثابت ہو۔ وہ بھی **اللہ کی تعقیب** شان مختلف عبارتوں سے کرتا تھا اور سمجھتا تھا
کہ میرا قصد محافظت توحید ہے۔ مثلاً حضور کو طارش (الہی یا تو حنڈ و چپی) کہنا
یا عصا کو **حضور** کے مفید تر بنانا وغیرہ جس پر علماء امت نے لکھا کہ یہ اقوال
چاروں مذاہب میں کفر ہیں

شیخ نجدی اور اس کی جماعت کے اعتقاد و افاسد

شیخ نجدی پہلا شخص تھا جس نے تقلید سے منہ موڑ کر اپنی رائے کی پیروی کی
اور کہا کہ جب مجھے علم اور عقل ہے تو میں کیوں کسی کی بات مانوں۔ میں قرآن و حدیث
کے وہی معنی کروں گا جو میری سمجھ اور مرضی کے مطابق ہوں گے۔ شیخ نجدی کے گروہ کا

عقیدہ ہے (۱۱) کہ خدا بھی ہاوشاہوں کی طرح محلات میں مکین ہے گویا وہ بھی جسم رکھتا ہے (۱۲) معاذ اللہ وہ پھوٹ بھی بولتا ہے۔ چنانچہ واقعہ حدیبیہ میں اس سے کئی جگہ درج واقع ہوا (۱۳) کہ خدا کی توحید اور حمد بیان کرتے وقت جانتے ہے کہ انبیاء کی خلقت کی جاسے۔ رسول اللہ ﷺ اور دیگر انبیاء مقرر ہیں حضور علیہ السلام سے عصا زیادہ نفع بخش ہے۔ کہ اس سے دشمن کو مار سکتے ہیں۔ مگر حضور ﷺ سے اب کوئی نفع حاصل نہیں ہو سکتا۔ (۱۴) رسول اللہ ﷺ کا خاتم المرسلین نہیں ہیں۔ (۱۵) پیغمبر معصوم نہیں ہوتے وہ ہماری طرح ہی بشر ہونے کی وجہ سے ہمارے بھائی ہیں۔ (۱۶) جناب سرور کائنات ایک طارش دڈھنڈورہ پیٹنے والے ہتھے جو اعلان حق کر کے چلے گئے۔ ہمارے سینہ میں حق شناس دل ہے۔ جس طرح رہنمائی کرے گا ہم کتاب اللہ پر عمل کر ٹینگے۔ (۱۷) پیغمبروں کے مزارات کی زیارت کرنا بھی بت پرستی ہے ان میں کچھ نہیں ہوتا (۱۸) پیغمبروں سے بھی توسل جائز نہیں حالانکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بارش کے لئے بوسیلہ حضرت عباس عم رسول ﷺ کو عالمی مٹی جو قبول ہوئی۔

(۱۹) پیغمبر کی مہل نہیں کہ خدا کے سامنے کسی کی شفاعت کر سکیں۔

عسیرت سنا ہے کہ جب کوئی آقا خالی مرنے لے تو اس کے پیر کی عطا کردہ کلید بہشت قبر میں بچھ ایک رقعہ بنام ہر بل رکھ دی جاتی ہے۔ کہ اسے بہشت میں جگہ دے دے۔ شیخ کبھی نے بھی جاپوں کو اپنے جال میں پھنسانے کے لئے ایسا ہی وسیلہ اختیار کیا تھا۔ ہر سپاہی کو جو قتال میں کھینچے گئے بھرتی ہوتا تھا بہشت کا پر عائد راجہ اسی عطا کیا جاتا تھا۔ اس لئے وہ بڑے جوش سے مسلمانوں کو قتل کرتا تھا۔ کہ اگر مارا بھی گیا تو سیدھا بہشت کو جائے گا۔ مقام عسیرت ہے کہ کبھی پیغمبروں کی شفاعت کا تو انکار کرے اور خود ایسا خدا کی فوجدار بن جائے کہ پروانہ بہشت عطا کر سکے۔

نجدی وہابیوں کا عروج وزوال

نجد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ میں بمقام حنیہ واقع ملک نجد پیدا ہوا اور ۱۲۰۶ھ میں مرگیا۔ ۹۳ سال کی عمر پائی۔ یہ قوم بنی تمیم میں سے تھا۔ اس کا والد باختلاف اقوال

صالح آدمی تھا اور بھائی بھی اس سے تمام قریب رہا۔ جو آخر جنگ کریمہ منورہ
 میں جہانگیر بن ہوا۔ اس کے استاد شیخ محمد سلیمان کردی شافعی اور شیخ محمد حیات سند کا
 حنفی وغیرہ تھے۔ استاد اس کی حرکات و کچھ کر فرمایا کرتے تھے کہ یہ ملکہ ہو جائیگا
 اور اس کی برائی بیان کرتے رہتے تھے۔ اسی طرح عبد الوہاب اور سلیمان بن
 عبد الوہاب اس کی بڑی باتوں کا اظہار کرتے رہتے تھے۔ محمد بن عبد الوہاب ابتدا
 ہی سے مسلمہ کہنے لگا اور دیگر مدعیان نبوت کے اخبار زیر مطالعہ رکھتا تھا وہ دعویٰ
 نبوت تو نہ کر سکا مگر اپنے شہر کے لوگوں کو انصار اور باہر سے آئے ہوؤں کو مہاجرین
 کے نام سے پکارتا تھا۔ وہ باوجود استادوں کی صحبت میں رہنے کے جاہل تھا علماء
 نے جو رسائے اس کے رد میں اس کی زندہ گی میں لکھے وہ ان کا رد نہیں کر سکا چنانچہ
 علامہ شیخ محمد بن عبد الرحمان نے اپنے سالہ نسیم المتخلین بعدی تجدید الدین
 میں نجدی کے مسائل پر ایراد کرتے ہوئے کئی سوالات علمی کئے جس کے جواب
 سے شیخ نجدی عاجز رہا۔

جب شیخ نجدی کے ہاں مجمع کثیر ہونے لگا تو اس کی شہر کے حاکم سے مخالفت
 ہو گئی اس لئے وہ درعیہ کے زبردست رئیس محمد بن سعود کے پاس جا پناہ
 گزیرا۔ یہ رئیس بنی حنیفہ میں سے تھا۔ اس نے ابن عبد الوہاب کی بیٹی سے شادی
 کر لی اور اس کے مذہب کو بڑی تقویٰ دی چنانچہ مسلمانوں کی جتنی خونریزی ہوئی
 اس کا وبال شیخ نجدی کے علاوہ رڈ سائے درعیہ پر بھی پڑے گا جنہوں نے حرمین
 شریفین میں بڑی بڑی جہادیں کیں اور طائف و مدینہ کے باشندوں کو لوٹ
 لیا۔

ابن عبد الوہاب اور ابن سعود دونوں خسرو دادا ایک ہی سال
 ۱۲۰۱ھ میں مرے۔ اول الذکر کے چار بیٹے تھے ۱۱ عبد اللہ علی حسن اور حسین۔
 عبد اللہ کے دو بیٹے عبد الرحمن اور سلیمان تھے۔ عبد الرحمن مصر میں مرا اور شعیب
 سلیمان ابراہیم کے ہاتھوں حسین کی نسل درعیہ میں اولاد شیخ کے نام سے مشہور
 ہے۔ ابن سعود کا جائش عبد العزیز ہوا جو بڑا مشہور رہا۔ اس نے وہابی
 مذہب کی بڑی اشاعت کی مگر بلا کی غارتگری بھی اس کے عہد میں ۱۲۱۳ھ میں

ہوئی ایران کا بادشاہ آقا محمد خاں قاجار بھی اس سے دب گیا۔ آخر اس نے
 ایک شیعہ عہد النقا اور کوچیلاں کا باشندہ تھا۔ اس کے قتل پر مامور کیا جو اس
 کے حلقہ ارادت میں داخل ہوا اور موقع پا کر اسے در عجبہ میں بحالت نماز در ۱۲۱۸ھ
 قتل کر ڈالا۔ عبدالعزیز کا جانشین اس کا بیٹا سعود الدین شارب بن ہوا جو بڑا زبردست
 واپس حکمران اور سپاہ سالار تھا۔ اس کی حکومت حجاز وغیرہ پر نو برس رہی جو آخر
 پھن گئی جب یہ ۶۸ برس کی عمر میں در ۱۲۲۹ھ مرا تو اس کا برگشتہ بخت بیٹا عبداللہ
 قائم مقام بنا کر اسے سلطانی لشکر نے بمقام امرا ۱۲۳۳ھ میں قید کر لیا۔ اور قسطنطنیہ
 میں لے جا کر قتل کر دیا گیا۔ اس مقتول کا بیٹا ترکی بھی ریاد کی طرف مارا مارا پھرا
 اور مارا گیا۔ پھر اس کے بیٹے فیصل نے ریاد میں حکومت قائم کی ۱۲۸۳ھ میں
 مرا تو اس کا بیٹا عبداللہ دانی ریاد ہوا۔ کچھ یوں کی فوجی قوت ٹوٹ گئی۔ انہوں نے
 چند سال حکومت میں پنگزی حکومت اور سکھا شاہی کو مات کر دیا۔ مگر قدرت
 نے جلد ہی انکی قوت توڑ دی۔

شیخ نجدی کا چھٹی صدی کے بعد کے بزرگوں کا فرکنا

شیخ نجدی کی خود راہی اتنی بڑھ گئی تھی کہ وہ اپنے مقابلہ میں سب کو شیخ سمجھتا
 تھا اور وہ اپنے زعم فاسد میں سب سے زیادہ عالم تھا۔ چنانچہ وہ اپنے شمش
 صد سالہ پیشروں کو کافر کہتا تھا۔ جس شخص کو اپنے حلقہ میں داخل کرتا تھا
 اس سے کہتا تھا کہ وہ اقرار کرے کہ وہ اور اس کے باپ دادا کافر تھے۔ اور فلاں
 فلاں عالم کافر مرے۔ اور اب ہر کے وہ شخص داخل اسلام ہوتا ہے۔ جو شخص
 ایسا نہ کہتا اور وہ قتل کر دیا کرتا تھا۔ اگر اس کا کوئی مرید حاجی ہوتا تو اسے کہتا
 کہ پیرا پہلا حج چونکہ حالت مشرک میں ہوا اسے مقبول نہیں۔

شیخ نجدی کے بھائی سلیمان نے ایک دن اسے پوچھا کہ ارکان اسلام
 کتنے ہیں۔ اس نے کہا کہ پانچ اس نے کہا غلط کہتے ہو بلکہ چھ ہیں۔ تم کہتے ہو کہ
 جو تمہارا تبلیغ نہ کرے وہ کافر ہے پس یہ چھٹا کون ہوا۔

ایک اور شخص نے اس سے پوچھا کہ خدا کے تعالیٰ رمضان شریف کی

ہر شب کتنے لوگوں کو بخشا ہے۔ نجدی نے جواب دیا ایک لاکھ کو اور آخری رات تیس لاکھ کو۔ شخص مذکور نے پوچھا کہ تمہارے پیڑ تو اس تعداد کا عشر عشر بھی نہیں۔ اور باقی سب تمہارے کھنے کے مطابق ناقابل بخشش ہیں۔ تو وہ کون کے مسلمان ہیں جن کی اتنی بڑی تعداد میں مغفرت ہوتی ہے۔ یہ سن کر نجدی کچھ جواب نہ دے سکا اور بہت الذی کفر کا مصداق بن گیا۔

ایک اور شخص نے شیخ نجدی سے پوچھا کہ جس دین کی تعلیم پر تم کمر بستہ ہو وہ متصل ہے یا منفصل۔ اس نے جواب دیا کہ مشائخ اور ان سے پہلے مشائخ علی الاطلاق مشرک تھے۔ سائل نے کہا کہ جب یہ دین منفصل قرار پایا تو تم نے دین کہا سے لیا۔ جواب دیا کہ حضور علیہ السلام کی طرح وحی الہام سے۔ سائل نے کہا کہ اگر شرع میں ایسا دعویٰ مسروع ہو تا۔ تو ہر ایک شخص الہام و وحی کا دعویٰ کر سکتا اور دین جدید کی دعوت دے سکتا۔

شیخ نجدی کا ایک نابینا کو درود پڑھنے پر قتل کر دینا

حضور علیہ السلام کے روز ولادت کی خوشی میں دو شنبہ کی عشا کو سلاۃ کبیرہ میں بآواز بلند درود پڑھا جانا شروع ہوا۔ پھر جمعہ کے دن پھر دس سال کے بعد تمام نمازوں میں سوائے مغرب کے پھر نماز مغرب کے بعد بھی دو بار پڑھنے لگے۔ اس طرح درود شریف پڑھا جانا مستحسنتات مسافرین سے ہے۔ اس کا اجراء شیر اسلام سلطان صلاح الدین ایوبی کے حکم سے ہوا تھا۔

نجدی نے حکم دے دیا کہ کوئی شخص حضور علیہ السلام پر درود نہ پڑھے وہ کتنا تھا۔ قرآن شریف میں جو حکم صلوٰۃ آیا ہے۔ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں کے لئے تھا اب جب کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے ہیں۔ سننا سخت گناہ ہے اور گناہ ذن زانیہ کے سرود سے صلوٰۃ مرتبہ بڑھ کر ہے۔ نعوذ باللہ من شرور نجدیہ۔

در عظیم میں جہاں نجدی کا حکم خوب نافذ تھا۔ ایک عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی چشم دل چشم سر سے بیتا تر تھی۔ اذان کے بعد مینار مسجد پر بآواز بلند حضور علیہ السلام پر درود پڑھا کرتا تھا۔ نجدی نے اسے منع کیا اس نے جواب دیا

کہ ترجمہ کی طرح حسود ہو جو سرور و جہاں پر درود بکھنے سے منع کرتے ہو ہیں یہ
 حکم ماننے کو تیار نہیں۔ بخدا ہی کہا میں تمہیں قتل کر ادونگا۔ اس نے کہا زہے نصیب
 کہ میں حضور پر درود پڑھتے ہوئے جہاں دوزخ سے
 ہم داپس کن مرا سرخرو روم پیشش احمد بریدہ گلو
 یہ سن کر بخدی آگ بگولا ہو گیا اور کہا ہے
 ترا چشم کور و ترا بخت کور ہمیشہم چہ سازی تو غمنا و شور
 درود پڑھنے سے باز آیا مرنے کے لئے تیار ہو جا۔ اس روشن ضمیر موزن
 نے کہا ہے

زکیش تو مارا بود اختلاف و گرسینہ من شکافی شکاف
 یہ سن کر بخدی نے جلاؤ کو حکم قتل دیا اور اس عاشق رسول کا مجسم مبارک
 امام حسین کی طرح خاک و خون میں تر پتا نظر آیا ہے
 بنا کر نہ خوش رہے بجا کہ خون غلطین خدا رحمت کند این عاشقان پاک طینت را

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے نجدیوں کی ممانعت

شیخ بخدی نے اپنا غریب اتوار کے روز سے قائم رکھا تھا۔ مگر عاشقانِ نبی
 اس کے حکم باطل کو کب خاطر میں لاتے تھے۔ اس کو حضور علیہ السلام سے جو
 عداوت تھی۔ وہ اس سے ظاہر ہے کہ اس نے لوگوں کو حضور کے روضہ مقدسہ پر
 حاضر ہونے سے منع کر دیا تھا۔ جب اسے معلوم ہوا کہ مسلمان شوقِ زیارت میں
 اس کے حکم کی پروا نہیں کرتے۔ تو اس نے ان کی توہین و تذلیل پر کمر باندھ لی۔
 اسے معلوم ہوا کہ الحصاص سے ایک قافلہ زیارتِ مدینہ کو روانہ ہوا ہے وہ
 اس کی شاگ میں رہا جب وہ لوگ درعیہ کے پاس پہنچے نجدیوں نے انہیں گرفتار
 کر لیا اور ان کی مونچھیں اور ڈاڑھیاں اکھاڑ کر ان کو ہارنٹس گدھوں پر اٹھا سوار
 کر کے واپس وطن کو روانہ کر دیا جہاں کہ وہ بڑی مصیبت اور ذلت و خواری سے پہنچے۔
 اگر نجدیوں کو کچھ بھی اسلام سے تعلق اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہوتی
 تو وہ ایسا فعل کسی نہ کرتے۔ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ انبیاء علیہم السلام

قبروں میں زندہ ہوتے اور نماز پڑھتے ہیں۔ اور ان کے اجسام مبارکہ خاک پر حرام ہیں
 قرآن شریف سے شہیدوں کی حیات ثابت ہے۔ پس انبیاء جو تمام اوصاف کے جامع
 ہوتے ہیں اور جن کا مرتبہ شہداء اوصاف یقین سے بڑھ کر ہے کس طرح مردہ کہہ جاسکتے ہیں
 پس جب وہ بنص قرآنی زندہ ٹھہرے تو ان کو مردہ کہہ کر ان کی زیارت سے منع کرنا
 خود مردہ و جہنم سپردہ ہے۔ یہی کتاب حیات الانبیاء میں اور علامہ سیوطی نے
 انتباه الاولیاء بحیوۃ الانبیاء میں خوب طرح بحث کر کے حیات انبیاء کو ثابت کیا ہے
 حضور علیہ السلام کے کئی اقوال مبارکہ سے زیارت روضہ انبی کریم صلی اللہ
 علیہ وسلم کی تاکید ثابت ہے۔ مگر نجدیوں کا فرقہ ضال و مبتدع کب حضور کی سنتا
 ہے۔ اس کا تو اصل اصول ہی حضور کی بے ادبی اور کبر شان ہے۔ خدا ان کے
 شر سے مسلمانوں کو بچائے۔

وہابیوں کو مکہ میں داخل ہونا کیوں ممنوع قرار دیا گیا

شیخ نجدی کے فہور کرنے اور اس کے فساد و عقائد کی افواہیں حرمین شریفین میں
 پہنچ چکی تھیں مگر ان کی تصدیق نہیں ہوئی تھی۔ اس لئے سعید کے بیٹے مسعود
 نے جو مسئلہ اللہ میں امیر مکہ ہوئے علماء نجد کو مکہ میں آنے کی اجازت دے دی جب
 علماء مکہ سے ان کا مناظرہ ہوا تو ان کو مسخرہ اعدان گدھوں کی طرح پایا جو شیر سے
 بھاگتے ہیں۔ اور ان کے عقائد کو کفریات پر مشتمل پایا۔ ان سے کہا گیا کہ ان عقاید کو
 توہ کر میں مگر انہوں نے انکار کیا اس لئے ان کو قید کر دیا گیا کچھ بھاگ کر درعیہ جا
 پہنچے مسعود کے بعد ان کے بھائی مسسا عبد اللہؒ میں شریف مکہ ہوئے ان کے
 عہد میں بھی نجدیوں نے حج پر آنے کی کوشش کی مگر اس خیال سے کہ وہ لوگوں کے
 عقاید کو فاسد کریں گے۔ اجازت دی گئی جب سعید کے تیسرے بیٹے احمدؒ
 میں شریف مکہ ہوئے تو انہوں نے داخلہ کی اجازت دے دی مگر امتحان کرنے پر
 معلوم ہوا کہ ان کے عقائد اور بھی بگڑ چکے ہیں اور وہ زندہ یقول سے ملتے ہیں اس
 لئے ان کو نکال دیا گیا۔ احمد کے بھتیجے سرور نے دو سال بعد مارٹن مکہ سنبھالی
 تو انہوں نے ایک شرط پر داخل ہونے کی اجازت دی جو وہابیوں نے منظور نہ

کی مسئلہ میں غالب برادر سرور شریف ہونے والے انہوں نے بھی نجد یوں کو مسلمانوں
 میں لکھنا دیا یہ کہ شیوع کے قوت سے اجازت حج نہ دی۔ اس پر انہوں نے لکھا
 ہی شہر و شہر پر لکھا جیسا کہ کابل میں قادیانیوں کو بار نہ ملنے پر ہو رہا ہے اور تمام
 مسلمان امیر کابل کو حق بجانب قرار دے رہے ہیں۔ کیونکہ کابل کا اس وقت
 تک مذہب ظلمی ہے اور کسی نئے پیدا شدہ مذہب کو دخل نہیں اس لئے
 وہ قوی دینی اتفاق کی برکت سے اعدا پر غالب ہیں اگر وہ ہر کس و نا کس کو کابل
 میں آنے اور اختلاف عقائد سے فساد برپا کرنے کی اجازت دے دیں تو اتفاق
 دیکھتی دیکھے ہی رخصت ہو جائے جیسا کہ سر زمین پنجاب کے مسلمانوں سے
 ہوئی۔ پس شریف مکہ و ماجرہ کو داخل نہ ہونے میں ویسے ہی حق بجانب تھے
 جیسا کہ غازی امیر ایمان اللہ فرما رہے ہیں۔ افسوس ہے روز نامہ زمیندار کی بے
 اصولی پر کہ وہ قادیانیوں کو تو گستاخ ہے اور نجدیوں کی سخت سزا دینی اُس نے اپنا شعار بنالیا ہے

کربلے محلے کے بکینوں پر نزول کرب و بلا

جب ابن عبداللہ ابی اس کا داماد ابن مسعود مسندۃ میں مر گئے۔ تو
 عبدالعزیز اُس کا بیٹا قائم مقام ہوا۔ اُس نے فوج و مال کو آگے بڑھایا۔ اور زبیر
 سونے سوئے اور بجھ کر فوج کے جس ہزار فوج سے کربلا پر حملہ آور ہوا۔ اس
 سپاہ کا سرور عبدالعزیز کا بیٹا مسعود و اختار بنے۔ اور ان کے مطابق مسئلہ ۶
 کی سیج کو فوج داخل کربلا ہوئی۔ حکم ملا کہ کافروں اور مشرکوں کو مارا اور قتل کرو۔ چنانچہ
 چھ گھنٹے قتل و غارت کا بازار گرم رہا۔ سات ہزار کربلائی تہ تیغ ہوئے۔ ان میں فخر الدین
 عبدالصمد ہمدانی مولف "بحر اللغات" بھی تھے۔ روضۃ امام عالی مقام کو بھی توڑ پھوڑ دیا
 اور درگاہ کا خزانہ لوٹ کر دہلیہ کو لے گئے

دابہوں کا طائف کو لوٹنا

عین اُس وقت جبکہ عساکر زکیہ مصر میں فراسیمیوں کے حملہ کو روکنے
 میں مصروف تھے اور شریف مکہ کے بعد یورپ سے قوت ہو چکے تھے۔ نجدیوں نے ۱۲۱۵ھ

سب سے پہلے میں طائف شریف پر حملہ کر دیا۔ اس وقت تک مسلمانوں کو بچد یوں کے
 مقابلہ باطل کی خبر نہ تھی۔ وہ یہی جانتے تھے کہ یہ لوگ بڑے بڑے توحید پرست مسلمان
 ہیں۔ غلامانہ کے پابند ہیں۔ محرمات شرعیہ سے بچتے رہتے ہیں۔ اس لئے ان کو طائف
 میں کامیابی حاصل ہو گئی۔ اگر سجدی واقعی مسلمان ہوتے تو طائف شریف کی حرمت نہ
 توڑتے اور مسلمانوں کو نہ قتل کرتے۔ مگر انہوں نے اہل طائف کو جو مقابلہ کر سکتے تھے
 وعدہ امن دیا۔ مگر جب ان کو بے دست و پا کر لیا تو موت کے گھاٹ اُتار دیا۔
 کئی ایک کی گروں اُٹا کر اور کئی ایک کو برت میں ڈال کر مار ڈالا۔ جگہ لکھا ہے کہ

بمسجد کہ بودند اندر نماز	یہ پیش جند بودند با صد نیاز
بکشتند در حالت سجد و نماز	بیسے تن بکشتند ازاں بے سرا
ہر طائفی خست و کشت شد	ز کشتہ چو کوہ گراں پست شد
بکشتند ہم حور زان خوب	کہ عالم شد از ظلم شاں سیت کوب
ز بیداد کشتند اطفال را	پسر شاں ز وہ تیغ و گویاں را

نیز لکھا ہے کہ زن و بچہ کو قتل و غارت کرنے کے بعد بچد یوں کے طائف
 کے کتب خانہ کو برباد کر دیا۔ اور قرآن و صحیفیں کے نسخوں کو ایسا یا مال کیا۔ کہ کوئی ان
 کے فراہم کرنے پر قادر نہ ہوا۔ بعد ازاں بطور غلہ لے دیا۔ کہ یہ کام بدوؤں سے
 کیا تھا۔ وہ بیویں نے بین روزانہ ٹوٹ مار کا بالار گرم رکھا۔ اور جس طرح کفار
 کے مال غلبہ کی تقسیم کی جاتی ہے۔ اسی طرح مسلمانوں کے مال ٹوٹ
 کر پانچواں حصہ اپنے امیر کا نکال کر باقی سپاہ میں تقسیم کر دیا گیا

وہابیوں کی مکہ میں بے دریاں

طائف کو نو مئی کے بعد ذوالقعدہ میں وہابی ہزاروں کی تعداد میں
 مکہ کو روانہ ہوئے۔ حج کر کے پھر محرم ۱۲۱۸ھ میں داخل حرم ہو گئے۔ مسعود بچدی
 کی طرف سے اہل مکہ کو صرف تین دن کی ہدایت ملی۔ جس میں شریف غالب
 مکہ سے اٹھ کر مدینہ کی طرف چلے گئے۔ باقی کو وہابی لوٹنے سے باز رہا۔ مگر
 قتبہ مولد نبی مسلم۔ قتبہ مولد ابو بکر صدیقؓ۔ مولد علیؓ ابن ابی طالبؓ

سے طائف شریف میں اب بھی وہابیوں نے اپنی مظالم کا اعادہ کیا ہے۔

قبیلہ حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے منہم کو بچدیاں نے گرا دیا۔ اور
جہاں جہاں آثار صالحین تھے۔ ان جگہوں کو منہم کر دیا۔ ان آثار کے مٹانے پر
وہ لیل بجا کر اٹھا پرست کرتے تھے اور قبروں کو بڑی گالیاں دیتے اور ان
میں چٹاپہ کرتے تھے۔ عین دن میں انہوں نے سب کچھ گرا کر فنا کر دیا۔

اس کو حکم میں یوں بیان کیا گیا ہے
 ہر گز در آمد سعود و لیر
 بار غنہ گی بچو غنہ و شیر
 قیامت ہر گز نمود آشکار
 کہ سلام در مکہ گردید خوا
 قیبت را شکستہ و انداختند
 با تار بزد و غا یا خند
 ز آثار و قبہ نشانہ نہاند
 بروئے سکتے سکا نے نہاند

فتح محمد منظر کے حالات میں بچدیاں نے ایک رسالہ لکھا ہے۔ اس میں
وہ لکھتے ہیں کہ "یار رسول اللہؐ کہتا شرک اکبر ہے۔ جو یہ کلمات کہتا ہے
وہ مشرک ہے۔ اسی کا قتل حلال ہے۔ ہم نے تمام مقبرے اور
قبیلہ توڑ ڈالے۔ جن میں لوگ حج پر گرد مائیں کیا کرتے تھے۔ ان تمام
سیدہ عمارات میں سکاں بی بی خدیجہ اور قبیلہ المولد بھی شامل ہیں
ہم کہ سکاں کو معلوم ہو جائے کہ کسی شخص کی شان کی تعظیم ضروری نہیں۔
پہاں تک کہ اس بقعہ پاک میں ان طاعت کا نام بھی نہ رہا اور تمام
رسوم جاسے رہے (مذاہب اسلام)

جب مکہ میں یہ اہل ایمان ہو رہی تھیں۔ بچدیاں کا سردار عبید العزیز
درعیہ میں مارا گیا۔ اس کا بیٹا سعود جدہ سے محاصرہ اٹھا کر درعیہ کو چلا گیا۔
ان لوگوں کا قائم مقام ہوا۔ شریف غالب نے میدان خالی پا کر مع فوج سلطان
جو شریف پاشا کے ماتحت تھی پہنچ کر از سر نو قبضہ کر لیا۔ اور وہابیوں کو
نکال دیا۔ مگر طائف ان کے قبضہ میں پڑ سٹورا۔ عثمان مصالقی ان کی طرف
سے غلہ لے کر درعیہ سے اپنی فوج لے کر حرمین کی طرف روانہ ہوا۔
اور جدہ کی تمام حکومت شریف پر قبضہ کر کے سلطانہ میں پھرتے کارخ
کیا اور اس کا ایسا سخت محاصرہ کیا۔ کہ اہل مکہ بھوکوں مرنے لگے۔ پہاں تک کہ

گئے حلال کر کے کھا گئے۔ آخر کار شریفین نے مغرب ہو کر سغود کی اطاعت کر
لی۔ شریفین نے جو بڑھلی دکھائی۔ اس کی پاداش میں وہ آخر کار معزول
کر کے قسطنطنیہ بھیج دیا گیا۔

نجدیوں کی مدینہ منورہ میں قلا بازیاں

مکہ کو فتح کرنے کے بعد سغود و ہابی مدینہ کی طرف بڑھا تا کہ وہاں طاقت
تاراج کا بازار گرم کرے۔ وہ لوگوں کو روضہ مطہرہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی
زیارت سے روکنے میں بڑی سعادت سمجھتا تھا۔ اس نے اس مقدس مقام
کو صغیم اکبر اڑے بتائے **تشیہ** دے رکھی تھی۔ اس نے اس نے **تشیہ**
میں وہاں پہنچ کر اپنے شیطانوں کو روضہ مقدسہ پر چڑھایا کہ کدال مار مار
کر گرا دیں۔ مگر

دویدند چوں شعلہ سے سفر جگر سوختہ چو دماغ شہر
زبالا بقعر سقر آمدند بدوزخ دواں چوں شر آمدند

یعنی جو ادر پر چڑھتا تھا مگر کفر فی النار ہو جاتا تھا۔ یہ معجزہ دیکھ کر سغود و تا
سغود ہکا بکا رہ گیا اور اپنے ارادہ کو روک کر وہ **عل لاسک** جرات نہ کر سکا۔ پھر بھی حجرہ
مبارکہ کے خزانوں کو لوٹ لیا اور ہالیاں مدینہ پر جزیہ مقرر کیا۔ اور مدینہ سے ساتھ
اونٹ بھر کر خزانے لے گیا۔ جب یکساہ مدینہ میں رہا مدنیوں کی توہین کرتا رہا چنانچہ
ایک عورت کو حقہ نوشی کے اتہام پر گردن میں حقہ ڈال کر گھسے پر سوار کر کے تشہیر
کیا۔

قبور پر پیردان رسول کہ بودند در میں ز اہل قبول
بکندہ از کاوشش طبع دوس در آمد بقعر سقر سرنگول
نمودار شدرونے شان از گفن نمودہ ز خاک گل بہار چین
نہ تر سید از قہر حق آل علیہ کہ بر پشت او بود دیو مرید

الغرض قتل و فارت کے بعد اپنی طرف سے ایک شخص کو جس کا نام مبارکہ
بن معنیان تھا عالی مدینہ مقرر کر کے خود مدینہ کو واپس چلا گیا۔

سلطان روم کا فرمان محمد علی خدیو مصر کے نام

آپ کو معلوم ہو چکا ہے کہ شریف مکہ مدہ میں آئیں بڑا انتقام یہاں سے وہ وہاں پر اور وہاں اس پر حملے کرتے رہے مگر نتیجہ کچھ نکلا۔ آخر جب سلطان روم کو وہابیوں کی بے ادبیوں کی اطلاع پہنچی تو سلطان المعظم مصطفیٰ رابع نے محمد علی خدیو مصر کو ۱۲۳۲ھ میں حکم بھیجا کہ وہ وہابیوں کو قرار واقعی سزا دے۔

محمد علی دوسل سے سلطان کی طرف سے مصر کی گورنری پر مامور تھا مگر فرانس اور جلیس کے غلبہ کے سبب ابھی اسے مصر پر پورا اقتدار حاصل نہ ہوا تھا۔ اس لئے وہ وہابیوں کی سرکوبی کافی الفوراً انتظام نہ کر سکا۔ جب تک کہ سلطان کے چندا در تاکید ی غرائز موصول ہوئے اسے مصر پر غلبہ حاصل ہو چکا تھا۔ پس اس نے ۱۲۳۲ھ میں بصرہ کی طوسوں پاشا پسر خود جو سولہ برس کا تھا وہ وہابیوں کے دھوکے بکھیرنے کو فوج روانہ کی اور سید احمد صاحب طحطاوی تلمیذی درالمنقار کو اس کے ہمراہ روانہ کیا۔

وہابیوں کا مدینہ میں تخم سوخت

طوسوں پاشا وہ ہزار فوج یکسر مدینہ سے اتر کر طبعاً پکچا۔ اور قلیل مزامنت کے بعد اسے تحت تصرف کر لیا۔ پھر وہ مدینہ کی طرف بڑھا۔ یہاں اس کے ساتھ بہت سے قبائل عرب آئے۔ عثمان مصطفیٰ طائف سے مقابلہ کو بڑھا۔ ذو القعدہ ۱۲۳۳ھ میں بمقام حدیدہ لڑائی ہوئی۔ قباہلی عرب وہابیوں کی فتح پر انجام پذیر ہوئی۔ طوسوں نے ہمت نہ اڑائی اور قریہ قصیر میں ٹھکن ہو گیا۔ محمد علی نے محرم ۱۲۳۴ھ میں بکرہ کی طرف سے افواج و اموال روانہ کئے۔ طوسوں نے اموال و شلہ شائع عرب کی نذر کر کے انہیں مٹھی میں لے لیا۔ اس کی فوج تمام مقبوضات وابیہ کو فتح کرتی ہوئی صفر اور حدیدہ تک پہنچ گئی۔ اور اسے یہی ماہ رمضان میں لحد مقابلہ کر لیا۔ پھر عسکر سلطانی بند بنہ منورہ کی طرف بڑھا۔ نجدی شکست کھا کر شہر بدر ہو گئے۔ مگر طوسوں سرنگ اڑا کر ان کو چالیا۔ اور

نجدی پندرہ سو کے پندرہ سو مارے گئے۔ اور یہ شہر مقدس ان کے قدم منہوس سے
 ۱۲۳۶ھ میں پاک ہو گیا۔ اب تک ان کی کھوپڑیوں کا قبہ جسے قبۃ الرؤس
 کہتے ہیں۔ مدینہ میں بے ادبوں کی عبرت کے لئے موجود ہے۔
 دیدی کہ خون ناحق پروانہ شمع را چنداں اہاں نہ ادا کہ شب بکری کند

مکہ اور طائف کے واپس نکاح

مدینہ منورہ کو واپسوں کی آلائش سے پاک کر کے طومون پاشا نہایت
 احتیاط سے براہ دریا داخل محرم ۱۲۳۷ھ میں جدے پہنچا۔ اور اس پر تسلط جاکر
 مکہ معظمہ کی طرف بڑھا۔ سعود حج کر کے واپس چلا گیا تھا۔ اس کو خبر بھی ہوئی۔ کہ
 طومون بلغار کرتا آ رہا ہے۔ وہابی جو اپنے آپ کو مہاجر کہتے تھے۔ راتوں رات
 بھاگ گئے۔ جب سلطانی لشکر طائف کی طرف روانہ ہوا۔ وہابی وہاں سے بھی
 فرار اختیار کر گئے۔ ان کا سپہ سالار عثمان مضائفی زندہ گرفتار کر لیا گیا۔ اور
 اس ظالم کو فوالقعدہ ۱۲۳۷ھ میں مصر کے جاکر کوچہ و بازار میں پھرایا گیا۔
 وہاں سے اُسے قسطنطنیہ بھیج دیا۔ جب سلطان اعظم محمود ثانی کو اطلاع ہوئی۔
 کہ لطیف آفندی مشرودہ فتح لے کر آ رہا ہے۔ تو جلالہ آباد نے اعمیان دولت کو حکم دیا
 کہ وہ فوج لے کر اس کا استقبال کریں۔ چنانچہ وہ اسے لے کر بڑے تزک و
 احتشام سے داخل دارالخلافہ ہو گئے۔ خوشی میں تلوہ میں سے کی گئیں۔
 اور سلطان کی طرف سے لطیف آفندی اور محمد علی کو خلیفہ کے فخرہ عطا
 ہوئے۔ بعد ازاں مضائفی کو تشہیر کر کے اس کا چہرہ رخ حیات گل کر دیا گیا۔
 قبل اس کے کہ مضائفی مصر پہنچتا۔ محمد علی خدیو مصر جدہ آچکا تھا۔ سعود
 نے جدہ میں خدیو کے پاس بدیں التماس سفارت بھیجی۔ کہ براہ نوارشس مضائفی
 کو واپس فرمادیں۔ یہیں ایک لاکھ ربال اس کا معاوضہ ادا کر کے صلح کرتے ہوئے۔
 خدیو لے گیا کہ وہ دارالخلافہ کو روانہ کر دیا گیا ہے۔ اب صلح اس صورت میں
 ہو سکتی ہے۔ کہ اقل سے آخر تک سب مصارف جنگ ادا کرو۔ حجرہ مبارکہ کے
 خزان و ابیس اور دولت تمام فقہ صالات کی تلافی کرو۔ ماورا اپنے آپ کو میرے حوالے

کر دے۔ اس کے مشورے سے منظور فرمیں۔

دہلیوں کی بیچ کنی

راجہ اول سلطان محمد میں فتح علی پاشا نے غلگی دہلی سے قنفذہ کی جانب فوج روانہ کی۔ دہلیوں کے قبائل قسیر نے مقابلہ کیا۔ مگر شکست کھائی۔ محمود بے و امیر لشکر نے شکست خوردہ دہلیوں کو مارنے کی حکمت عملی کے تحت کان کٹوا کر غلیو کے پاس بھیجے۔ اور خود قسطنطنیہ کی طرف روانہ ہو گیا۔ تاکہ جا کر سلطان محمد کو خبر دے۔ فتح سنائے۔ اس کے ہمراہ عسکریوں کا مشہور سردار تھا جس کا نام **خلافہ** تھا جس کی مدد سے **خلافہ** میں مجمع عام میں گروہ بندی ہوئی تھی۔

تج سے فوجیں روانہ کر دی گئیں اور مکہ سے ترکی فوج کو جو تھکان دور کر چکی تھی لے کر غلیو بھیج دیا۔ سلطان محمد نے یہ سب سنا کر ہوا۔ جہاں دہلیوں سے بڑے سو کر کارن پڑا۔ مگر دہلیوں کے اقبال کا ستارہ اوج چکا تھا اس لئے یہاں بھی انہیں شکست فاش نصیب ہوئی۔ ایک جنگ دہلی مورچہ بند ہو کر بیٹھ رہے تھے اور باہر نہیں نکلتے تھے۔ یہاں **خدیو** کے کام لے کر اسلامی فوج بھاگ اٹھی۔ جو ان کی اہلی تعاقب کو بچنے کے لئے تھیں۔ مگر ان کی طرح ان کے سرداروں پر آسودہ ہوا۔ **خدیو** نے سلطان محمد کو خبر دے کر غلیو کے قدموں میں ڈال دیا۔ اس فتح کے بعد **خدیو** نے سلطان محمد کی زیارت کر کے براہِ جدہ سفر کو روانہ ہو گیا۔ اس کا بیٹا **طوسون** پاشا فوج لے کر مدینہ سے تین سو میل پرے **مجدیوں** کے **خلافہ** کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ **عبد اللہ بن سعود** نہایت پریشان ہوا۔ اور **بکال** **الحق** **ولاری** درخواست صلح پیش کی۔ **طوسون** پاشا کی فوج کے پاس نہ نہ رہی تھی اور خاک بھی بہت چکی تھی۔ اس کا خزانہ بھی ابراہیم آغا بھی ایک جہد مقابلہ میں ہلاک ہو چکا تھا۔ اس لئے **طوسون** نے صلح کو قرین مصلحت جانا۔ اور **عبد اللہ** سے اس شرط پر صلح کر لی کہ وہ پھر کبھی **خدیو** کا سلطان نہ بنے گا۔ اور **خدیو** سلطان **محمد** کے نام بڑھا کرے گا۔

چلے آئے اُس نے اپنے والد محمد علی کے پاس سفوری کے لئے دو دیہیوں سمیت بھیجا
 محمد علی ان ظالموں سے صلح کرتی نہیں چاہتا تھا۔ مگر جب اُس کا بیٹا من
 دے چکا تھا۔ اور فیض حاضر ہونے والی دیہیوں نے لائق جوڑ کر عرض کی۔ مگر حضور
 عبد اللہ کا مزاج اپنے باپ مسود سے بالکل مختلف ہے۔ وہ آپ کا تابعدار غلام
 بن کر رہے گا۔ وہ جب مدینہ میں تھا تب بھی اُس نے دولت عثمانیہ کے وزیر
 یوسف پاشا سے کسی قسم کی سازعت نہیں کی تھی گا تو خدیو نے خاموشی اختیار
 کر لی۔

اس کے بعد خدیو نے طوسون پاشا کو واپس مصر بٹھا لیا۔ وہ ڈرتا ہوا وہاں
 پہنچا۔ باپ اس کے شجاعانہ کارناموں سے خوب واقف تھا۔ اس کے پیچھے پرسدای
 کی توپیں سر کی گئیں۔ اور اُسے نہایت مہربانی سے ملا۔ مگر تقدیر الہی سے وہ بھڑ
 طاعون واصل بھی ہو گیا۔

وہابیوں کے دار الخلافہ کی تباہی

محمد علی وہابیوں کی شورہ پستی سے خوب واقف تھا۔ وہ چاہتا تھا۔
 کہ جب تک ان کا مرکز تباہ نہ ہو گا۔ یہ دنگ مسلمانوں کو آرام سے نہیں بیٹھنے دینگے۔
 اس لئے اُس نے عبد اللہ کی عہد شکنی پر اپنے دوسرے بیٹے ابراہیم کو اس مہم
 کے سر کرنے کے لئے روانہ فرمایا۔

درعیہ تک پہنچے ہوئے کئی جگہ بڑے معرکے کے رن پڑے۔ اور سلطان
 لشکر نے ہزاروں کی تعداد میں درجہ شہادت پایا۔ محمد علی کما کر کمات سمیت
 رہا۔ جب درعیہ کا محاصرہ ہوا۔ ابراہیم کے پانچ ساڑھے ہائی ہزار فوج باقی تھی۔
 درعیہ میں پانچ قلعے تھے۔ جو یکے بعد دیگرے فتح ہو گئے۔ اور وہابیوں کے لئے
 کوئی پناہ کی جگہ نہ رہی۔ اس میں کچھ نیچے عرف ہوئے۔

عبد اللہ نے جب دیکھا کہ اب میدان لائق سے جاتا رہا۔ تو نہایت عاجزی
 سے صلح کی درخواست پیش کی۔ اور اپنے آپ کو ابراہیم کے حوالے کر دیا۔
 وہ اسے کربن کی راہ سے مصر پہنچا۔ فتنہ وہابیہ کے فرو کرنے پر وہاں بڑی

غرضیاں مثالی نہیں سیکڑوں توپوں نے گرج کر دور و نزدیک اطلاع دی کہ ہندوستان
 و سیرہ صد سالہ تہذیب اسلامی کے دشمن و مایوں کا خاتمہ ہو گیا۔ پھر نامہ فتح
 مکہ کر باغی کو بخدمت سلطنت محمود ثانی قسطنطنیہ روانہ کیا گیا۔ اور اس
 جگہ بعد نشیروء اسی کیفر کردار کو پہنچا جو مضائقہ کی قسمت ہو چکا تھا۔ یعنی اس
 کے وجود نامہ سحر سے مسئلہ ۱۲۳۵ء میں دنیا کو پاک کر دیا گیا۔ الحمد للہ علیٰ فلک ۴

فتنہ و مایہ سے نقصان جان و مال

یہ فتنہ و مایہ بڑا بھاری فتنہ تھا۔ اس میں حجاز کی مقدس سرزمین خون
 شہداء سے لالہ زار ہو گئی۔ ہزاروں جانیں تباہ ہوئیں۔ مقامات مقدسہ گرا دے گئے
 مسلمانوں کی ناموس برباد و اور حریم شریفین کی ہنسک حرمت کی گئی۔ سلطان
 غلام حاکم پر اس فتنہ کے نشانے سے جو بار پڑا۔ اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ
 سامان وغیرہ پہنچانے کے لئے جو اونٹ میوے سے دینہ تک کرایہ لے گئے۔ ان کا خرچ
 ۵۰ لاکھ ریال پڑا اور ۵۰ ہزار منورہ سے درجہ تک قریباً ڈیڑھ کروڑ ریال بار برداری پر خرچ
 ہوئے۔ ہزاروں ترکوں اور مسلمانوں کی جانیں جو حریم شریفین سے بے دنیوں کی نجاست
 کو دھونے میں قربان ہو گئیں۔ ایسی قیمتی ہیں کہ اندازہ ہی نہیں ہو سکتا مال اللہ تعالیٰ ان
 شہیدوں کی مدحوں کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور فتنہ کجہ پر سے حجاز کو نجات بخٹے
 آمین۔

وہابیوں کی سی کشتی دراز ہو کر ٹوٹی

کجہ یوں نے شریف غالب کے عہد میں مسئلہ ۱۲۰۵ء میں مکہ پر چڑھائی کی اور
 جیبٹس برس تک حشر برپا رکھا۔ اول وہ مشرقی شہروں پر چھا گئے۔ پھر اقلیم
 الحصار۔ سلحرجن۔ عمان۔ مسقط کے۔ اور بغداد و بصرہ سے ان کا ملک
 قریب ہو گیا۔ اور تمام حجاز کے ملک ہو گئے۔ پھر حیوٹ۔ ذوات النخل
 کے۔ پھر حبشہ اور فرس اور ہندوستان کے۔ پھر ابین مدینہ و شام کے۔ پھر
 ابین شام و حلب و بغداد کے۔ پھر مکہ و مدینہ کے۔ اور مکہ پر قبضہ

کرنے سے قبل اس کے گرد کے قبائل اور طائف اور اس کے گرد کے قبائل
پھر انہوں نے قتل و پالیا۔ جب قوا القعدہ شام میں طائف پر قبضہ کیا
تو خود وہ کھان اور حاکم و محکمہ سب کو قتل کر ڈالا۔ بچوں کو ان کے سینوں
پر فوج کیا۔ مال لوٹ لئے۔ عورتوں کو قید کر لیا۔ شام تک ان کا اثر
پولٹا رہا۔ حتیٰ کہ محمد علی پاشا صلیو مصر نے پانچ سال میں ان کا استیصال
کر دیا۔ ولایتی نہ صرف حجاز سے نکالے گئے۔ بلکہ ان کے اپنے ملک میں بھی ان
کی گونہالی کی گئی۔

آہ! اب پھر سرکشن نے سر اٹھایا ہے۔ شریعت خدا و جہ انتظامی و
طبیعی اپنے آپ کو ذیل کر چکا ہے۔ ترک و دور جا پڑے ہیں۔ مصر عثمانیوں
کا تسلط نہیں۔ مسلمانان ہندوستان بھیڑوں کے گتھے ہیں۔ ان کو نیک
و بد میں تمیز کرنے کا مادہ نہیں۔ اور وہ سوائے زبالی بیچ۔ پکار کے اور کر
بھی کیا سکتے ہیں اظہار حالات نجدیوں کے موافق ہیں۔ مگر خدا نے قادر توانا
ہے۔ اُس نے اصحاب ریل کو کھنڈ ناگول کر دیا ہے۔ اور ہمیشہ دیار محبوب
کو دستبرد اعدائے بچا لیا ہے۔ وہ ضرور نجدیوں کی بے اوجہوں سے بھی
حریم شریفین کو نجات دلانے لگا۔ یہ مسلمانوں کی شامت اعمال ہے۔
کہ ان پر ولایتی مسلط ہو گئے ہیں۔ لہذا ان کو تو بہ و استغفار میں مشغول ہو
کر اور کوشش کر کے فتنہ و مایہ سے حریم شریفین کو آزاد کرانا چاہئے۔

اغراض و مقاصد

۱) مسلمانوں کو پابندی شریعت کی رغبت دلانا اور رسومات قبیلہ کا سب
حزب الاحناف کا ہو (اب کرنا ۲) مخالفین اسلام یا شخص معاندین اہل سنت و جماعت کے
حملوں کی بذریعہ تقریر وغیرہ روک تھام کرنا اور ایوان باطلہ و فرقہ آسے کا ذہن کار و کرنا (۳) تمام مہنت کو
ایک لڑی میں پر دنا اور جماعت کا باقاعدہ نظام قائم کرنا اور ان کو صفت و معرفت اور تجارت کی طرف متوجہ کرنا
(۴) اہل سنت کے ہر قسم کے حقوق کی بقدر امکان حفاظت کرنا۔

شرائط مہتری (۱) انجنینڈا کارکن وہی شخص ہوگا جو صحیح العقیدہ حنفی ہو (۲) رکن کو صلوات و ستاد
و ستانت کی صورت میں کرنا ہوگا (۳) چند مہتری ہم یا ہوا اور صاحب دل بزرگوار و جلیل القدر ناظم عطا
فرامیں فکر یہ کے ساتھ قبول کیا جائیگا۔

(د ناظم)

ابن سعود قبضہ مکہ کی پہلی

دول اسلامیہ کا پنج برکن اور مسلم کش

وہ ابن سعود جس کی تعریف میں آج اخبار زمیندار اور لاہور و امرت سر
کی طاقت کیشیاں (جو نجدیوں کے ہم عقیدہ اشخاص کے قبضہ میں ہیں)
ربط اللسان نظر آتی ہیں۔ ابتداء سے اسلام و مسلمین کا سخت دشمن
اگر کہنے میں تامل ہو تو نادان دوست تو ضرور ثابت ہو چکا ہے۔ اخبار نجات
جو جنت سے شائع ہوتا ہے۔ اپنے پرچہ مورخہ ۱۵ اکتوبر میں ابن سعود
کی مسلم کشی کا مفصل نقشہ درج کیا۔ جس کا خلاصہ ہم سداؤں کی آگاہی
کے لئے درج کرتے ہیں۔ جس سے معلوم ہو جائے گا۔ کہ جس شخص
کو لاہوری اور امرت سری اہل حدیث سداؤں کے لئے ابر رحمت
بتا رہے ہیں۔ وہ کس قدر اسلامیوں کے لئے زحمت اور اوبار کا
عجستہ ہے۔

اس سے پہلے بیان ہو چکا ہے۔ کہ نجدیوں کی بدعنوانیوں
اور گستاخیوں کی پاداش میں جو ان سے مقدس سرزمین حجاز میں سرزد
ہوئیں تھیں۔ اسلامی جیوش ترکی و مصری نے ان کے دلائل خلاف
میں پہنچ کر ان کو خوب سزا دی تھی۔ اس کے بعد جب انہوں نے پھر
پیش کی اور نہایت سفاہت سے کام لے کر محمد بن رشید کی
حکومت پر جس کا پایہ تخت حائل تھا۔ اور جو شمالی اور وسط عرب کا ایک
نہایت قابل دیندار اور مضبوط حکمران تھا۔ حملہ کر دیا اور منہ کی کھائی
تو اسی ابن سعود نے بصرہ کے متصل قصبہ زبیر میں پناہ گزیں تھا۔
اس عظیم الشان عربی حکومت کو مٹانے کے لئے عیسائیوں سے
ساز باز کی اور اپنے مقصد پر میں کامیاب ہو گیا۔ جیسا کہ واقعات
ذیل سے ثابت ہوتا ہے۔

(۱۵) کویت کے حاکم کو اس کے بھائی سمیت ایک شخص مبارک
 نامی نے رات کو قتل کر ڈالا۔ اور خود شیخ کویت بن بیٹا۔ کویت اس وقت
 ترک کی اقتدار میں تھا۔ وہاں سے جب اس سفاک کی معزولی کا حکم آیا
 تو اس نے بغاوت کر دی۔ ابن رشید ^{۱۱۹۹ھ} میں فوت ہو چکا تھا اور
 اس کا بیٹا والی حائل اپنے باپ کی طرح ترکوں کا وفادار تھا۔ اسے
 خشکی کی طرف سے باغی پر حملہ کا حکم ہوا۔ اور ترک کی فوج دریائے کی طرف
 سے بڑھی۔ اور دنیا کی مشہور بحری طاقت ستر راہ ہوئی اور ادھر
 ابن سعود نجدی نے غیروں کے بل پر ملکیت ابن رشید پر حملہ کر کے
 اور سات برس اسے **مصر** پر پیکار رکھ کر ایک ایسی سلطنت کا
 خاتمہ کر دیا جو گزشتہ محار ^{۱۱۹۹ھ} میں ترکوں کو شریف مکہ وغیرہ کے خلاف
 قابل قدر مدد پہنچا سکتی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

(۲۲) دنیا کی آخری جنگ عظیم میں جب ترک کی سلطنت چاروں طرف
 سے دشمنوں کے حملوں سے خستہ ہو رہی تھی۔ ابن سعود نے اس کے
 دوستوں پر حملہ کر کے اس کی مشکلات میں اضافہ کیا۔

(۲۳) جب عراقیوں نے اس جنگ کے بعد غیر ملکی قابضین سے مطالبہ
 کیا کہ حسب وعدہ ملک خالی کر دو تو ابن سعود نے حملہ کر کے سطر برپا کر دیا
 اور وہ عیسائیوں کی غلامی کو دہائیوں کی خونخواری پر ترجیح دینے پر مجبور
 ہوئے۔

(۲۴) ابن سعود نے عمان پر حملہ کر کے قتل و غارت کا بازار گرم کیا
 عیسائیوں نے مداخلت کی اور ابن سعود کے طفیل عربوں کو تسلیم کرنا پڑا
 کہ وہ عیسائی حکومت کے بغیر نجدیوں کے شر سے نہیں بچ سکتے۔

(۲۵) شریف حسین اس کوشش میں تھا کہ بیت المقدس پھر مسلمانوں
 کے قبضہ میں آجائے۔ مگر یہاں بھی ابن سعود ہی کا حملہ مانع ہوا۔ اس
 کی فوجیں حجاز میں گھس گئی تھیں۔ وہ جب حجازیوں کا خوب قلع قمع
 کر دیگی۔ تو وہ مجبوراً جہاک مار کے عیسائی سلطنت سے ہی عداوت طلب

کر لے اور ابن سعود کی ہر بانی سے ایسی شرائط منظور کرنی پڑیں گی جن
کے لئے سے شریف حسین کو انکار ملتا +

شریف زیادہ غدار ہے یا ابن سعود؟

مجدلیوں کے ہم عقیدہ اشخاص نے ابن سعود کو اسلام و مسلمین
کا بڑا طیر خواہ منسلک رکھا ہے اور شریف کی فہرست معائب میں
بہت بڑا عیب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے ترکوں کے ساتھ غدور
کیا۔ آؤ دیکھیں کہ **مجدلی** سلطان المعظم سے غدور کرنے میں شریف
سے کم ہے یا زیادہ۔ **اخبار القبیۃ** امرت سر نے نمبر
سلطنت کے پہلے میں دونوں غداروں کا مقابلہ کر کے
ابن سعود کو بڑھ کر غدار ثابت کیا ہے۔ اور وہ
اس طرح کہ۔

(۱) شریف حسین چند سال سے ترکوں کا مخالف اور عیسائیوں
کا معاون ملازم **مجدلی** عربی ایک صدی سے دہلہ سے سو سال
سے سلطنت اس **مجدلی** کے **مخالف** اور دشمن ہیں۔
(۲) شریف حسین چند سالوں کے عہدائی سلطنت
کا وظیفہ ملتا رہا۔ **مجدلی** بدلتی دولت اور اس
کے ملک غمار رہے۔ اور ہانچ ہزار پاؤنڈ (۵۵ ہزار
روپیہ) ماہوار اس غرض سے لیتے رہے۔ کہ ترکوں کو
زک پہنچانے کے اسباب پیدا کریں۔

(۳) شریف نے جب وظیفہ دینے والوں کے
پیش کردہ معاہدہ پر دستخط نہ کئے۔ تو جس کا
وظیفہ بند کر دیا گیا۔ اور جب ترکوں کے لئے
حرمین شریفین کا کوئی راستہ نہ رہا۔ تو **مجدلیوں**

لے زیندار مورخہ ۱۳ نومبر سے **مجدلی** کی غداری ثابت ہے

کا وظیفہ بھی بند ہو گیا ۔

(۴) شریفیت پر بہت بڑا الزام ہے ۔ کہ جس نے حاجیوں کی شبانہی اور خون کا سامان پیدا کیا ۔ مگر اب جو حاجی مدینہ طیبہ سے واپس ہو کر آئے ہیں ۔ ان کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے ۔ کہ اونٹ کرایہ پر دیتے والے بدوؤں کو بھی نجدیوں کے جاسوسوں نے اکسایا کہ حاجیوں کو راستہ میں چھوڑ دو ۔ تاکہ وہ بے آب و دانہ مر جائیں ۔ اور شریف اور نیا وہ بدنام ہو ۔ مگر جب حاجی اس تکلیف سے واپس آئے ۔ ان کو وصول شدہ کرایہ واپس دے دیا گیا ۔ (تصدیق کرو اس کی مولانا حکیم احمد علی صاحب نقوری سے)

جناب مولانا مولوی عبدالباری صاحب فرنگی محالی لکھنؤ کا

مکتوب گرامی

بنام حضرت حاجی حافظ پیر سید جماعت علی شاہ صاحب علمی پوری

شریف حسین اور ابن سعود نجدی کے متعلق اہل ہمارا خیالات

نجدیوں کے مظالم کی تصدیق

ہم یہ خط حضرت شاہ صاحب علی پوری دام مجید ہم کی فرمائش پر درج ذیل

کرتے ہیں۔ تاکہ سلطان وقت حاضرہ کے متعلق صحیح رائے قائم کر سکیں۔ اور
 بھاریوں کے ہم عقیدہ اشخاص کی عیاریوں کا شکار نہ ہوں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
 حَامِدًا وَ مُصَلِّيًا وَ مُسَلِّمًا

مکملی دامت مجدہم السلام علیکم۔ ہم لوگ ہندو مسلم اتحاد میں کوشاں
 ہیں۔ اور ہماری دل آرزو ہے۔ کہ باہم اہل اسلام میں مستحکم اور مضبوط اتحاد
 رہے۔ ایسے نازک وقت میں فرقہ وارانہ اختلاف بہت سخت ضرر
 کا باعث ہو گا۔ معاملات بھاری کی پیچیدگی سے اسی خطرناک افتراق
 کا بچے اندیشہ تھا۔ اور اس کے نہ پیش آنے کی توقع سے میں نے
 شریعت حسین کی اصلاح کرنے کو ان کے ساتھ معاندانہ کارروائی کرنے
 سے زیادہ بہتر سمجھا تھا۔ ورنہ وہ جب سے کہ خدا کے اور رسول
 کے احکام کو بغاوت کر کے بھلا چکے تھے مجھے بھلا دیا تھا۔ مجھ کو
 وہ صاف نہیں رہتے تھے نہ میں ان کی تابید کر سکتا تھا۔ **ثَلَاثًا**
اِنَّهُ تَدَخَّلْتُ لَهَا مَا كَسَبَتْ اب ان کا تذکرہ بھی فضول ہے۔ موجودہ
 حالت گذشتہ حالت سے ہی زیادہ پیچیدہ ہو گئی ہے۔ سخت اندیشہ ہے۔

کہ ہندوستان میں مظلوموں اور غیر مظلوموں کے درمیان افتراق ہو
 جائے۔ جزیرۃ العرب کی اصلاح تو درکنار اپنے یہاں فتنہ و
 فساد ایسا برپا ہو کہ جس کا تدارک اگر اب سے نہ کر دیا تو پھر
 نہ ہو سکے۔ میں سطح کے حالات اور غیر سطح کے خیالات اچھی طرح جانتا ہوں
 اور یقیناً جناب بھی اس سے غافل نہ ہونگے۔ اس وقت مجھے اپنی سیخیدہ
 رائے سے کمزور و مشکور فرمائیے۔ کہ اس خطرہ کا تدارک کس طرح کیا جائے
 یہ امر نظر انداز کئے جانے کے قابل نہیں ہے۔ کہ جو الزامات شریف
 حسین پر عائد تھے اور جو شبہات ان پر عائد کئے جاتے تھے۔ کم و بیش
 امین سعود بھی ان میں مشترک ہیں۔ بغاوت ترکوں کی وظیفہ خواری
 انگریزوں کی اور بربریت و چہالت کے مظالم ابن سعود میں انکے مخالف

شدائد ظاہر کر رہے ہیں۔ اور سقوط طائف کے وقت جو بے شکام جماعت سمجھیں
 تضامی کے ہیں وہ طشت از بام ہو رہے ہیں۔ منافقین اور مخالفین جو خیر
 پہنچا رہے ہیں اور قرآن صحیح سے جن کی تصدیق ہوتی ہے۔ وہ سخت عبرت ناک
 اور سہرت افزا ہیں۔ اس سے اگر قطع نظر کیا جائے۔ کہ ایسے معتقدات کی
 رو سے انہوں نے مقدس مقامات کی اراوت یا جلا ارادہ بھیرتی کی۔ حالانکہ ان
 کے خلاف اعتقاد رکھنے والے کثیر اہل اسلام نظر انداز نہیں کر سکتے اور بیدار
 قیاس یہی نہیں سمجھتے۔ غیر مصافی پر امن اشخاص کا قتل کیا جانا کوئی پسند
 کر لیا۔ مجھے اہل نجد کے موافق اور مخالف اور مستراشی خاص کی تحریروں اور
 تذکروں سے یہ معلوم ہوا ہے کہ بعض ایسے اشخاص قتل کیے گئے جو صلاحیت
 بھی قتال کی نہیں رکھتے تھے اور نہ ان کا کوئی ایسا جرم تھا کہ جس پر
 شریعت حقتہ قتل کا حکم صادر کرے۔ یہی کا خاندان اور مکتبی شافعیہ
 شیخ عبداللہ وادی اور ان کے خاندان کے لوگ جن میں شیخ فانی اور
 اور پچھلے قتل کر ڈالے گئے۔ اور مولوی ندیم احمد صاحب مجددی مہاجر
 مدینہ منورہ کے فرزند گرفتار کر ڈئے گئے۔ اور ان سے ایک ہزار گنی
 (اشرفی) کا مطالبہ کیا گیا۔ یہ مولوی صاحب خود طائف میں موجود
 تھے۔ اور اوہانوں نے اپنے رو برو گزرے ہوئے واقعات و حالات
 ذکر کئے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ قتل عام ہوا۔ عام غارتگری
 کی گئی۔ عورتیں بے حجاب اور مردوں کے کپڑے اتروائے گئے۔ اور یہ
 لوگ پیدل بھوکے پیاسے واپس آئے۔ لیکن ایسی پرخطر حالت میں کہ
 تین فاقہ ان پر گزرے اور مکہ شریف تک بدشواری سے۔ معلوم نہیں
 کہ کتنے مظالم ایسے ہی ان سے سرزد ہوئے ہونگے جن کا بعد میں ثبوت
 ہو گا۔ ان حالات کے ہوتے ہوئے دوستدار ابن سعود فرعن یہ ہے کہ
 ان سے یہ مظالم چھڑوا دیں۔ اور کئے ہوئے ظلموں کے تدارک کی طرف توجہ
 دیں۔ محض ان کے عیوب پر پردہ پوشی اور ان کی کامیابی پر مبارکبادی
 ان کی دوستی نہیں ہے۔ بلکہ فرقہ وارانہ اختلاف کا پیدا کرنا اور اس کی ذمہ داری

اپنے آپ لینا ہے۔ ابن سعود کا قبضہ مکہ مکرمہ پر ان کی پریشانیوں کا پیش خیمہ ہے۔ خصوصاً ایسی حالت میں جبکہ ہندوستان میں فرقہ وارانہ اختلاف پیدا ہو چکے۔ شریعت حسین باوجود بڑے فطرتی ہونے کے ہر دلعزیز نہ ہو سکے۔ کیا انہوں نے اس کی کوشش نہ کی ہوگی۔ ابن سعود ان کو زیادہ کوشش نہیں کر سکتے ہیں۔ خدا جزائے خیر دے سلاطین آل عثمان کو کہ انہوں نے اپنی قوت اور اقتدار کے باوجود دو کروڑ روپیہ سالانہ ارض مقدس پر صرف کر کے گو نہ امن قائم رکھا تھا۔ شاطرائین یورپ نے جمیعت ملیہ عربیہ بسر کر دی اسیر علی جدہ میں قائم کر رکھی ہے۔ ابن سعود اگر ان کے مصالح کے خلاف کچھ کرینگے۔ تو امیر علی ان کی فہمائش کے لئے کافی ہیں۔ ورنہ ابن سعود کو سوائے سر تسلیم رکھنے کے کیا ہمارا کار ہے۔ اس وقت ان کی ہر دلعزیزی قائم ہے تو یہ بچلے دشوار ہے۔ میں جس طرح شریعت حسین کی اصلاح کو مفید سمجھتا تھا ان کے ساتھ معاونت سے۔ کیونکہ ان کا عزل میرے نزدیک بہت سی دشواریوں کا پیش خیمہ تھا۔ اسی طرح اب تو مجھے یہی راہ دکھائی دیتی تھی۔ کہ جب تک نعم البدل نہ ملے۔ ابن سعود کی اصلاح کی فکر کی جائے نہ کہ ان کی معاونت کی جائے۔ لیکن ان کے دوستوں نے ایسی فضا پیدا کر دی۔ کہ مجھے مجبوراً یہ اتنا سراسر پیش کرنا پڑا۔ اگر جلد آپ ایسے حضرات نے توجہ نہ فرمائی تو بد سے بدتر حالت ہونے والی ہے۔ امید ہے کہ جواب سے جلد سے فراز فرما لیجئے والسلام

فقیر عبد الہاری عفی اللہ عنہ فرنگی محل لکھنؤ
 یکم ربیع الثانی - ۱۳۴۳ھ

مکتباً کا :- مولانا عبد الہاری صاحب تمام ارکان خلافت ہند کے سرناج رہے ہیں۔ انہوں نے نہایت وثوق سے ابن سعود کے حکام کی تصدیق کی ہے۔ دیکھئے نجدیوں کے ہم عقیدہ اشخاص کے زبردست خلافت کیٹھناں اور اخبار مولانا موصوف کی حق گوئی پر کیسے برستے ہیں :-
 (دناظم حزب الاضاف)

افکار و حوادث

لاہور اور امرتسر کی خلافت کیستیاں ان ان لوگوں کے ہاتھ میں
 ہیں جو بزرگان دین کے دن سنا نام حرام سمجھتے ہیں۔ مگر ان سودا سنجہ کی قہقہے سن کر
 پرانہوں نے جشن سنا نام اور چڑخان کرنا جان کر دیا ہے۔ گویا جو خدائی اختیار ہے
 کے اماموں کو حاصل تھے کہ جس چیز کو چاہیں حرام کر دیں اور جسے چاہیں حلال قرار دیں
 وہ سنجہ کی فتح پر غیر مقلدوں کو حاصل ہو گئے ہیں ۔

سنجدی کے جشن فتح کے جلسہ منعقد۔ بیرون مرچیدروانہ میں صدر خلافت
 کمیٹی لاہور نے جن کے خاندان کو غزنی سے ان کے عقائد کی بناء پر خارج از وطن ہونے
 کا فخر حاصل ہے خفیوں کو بڑی سخت دھمکی دی۔ کہ اگر وہ آج واپسوں کی فتح پر شریک
 جشن نہ ہوئے تو کل اپنی **مدیٹ** ہی ایر کا بل وغیرہ خفی سلاطین کی فحشیاں پر شامل نہ ہو گئے
 خدا کے لئے اس دھمکی کو عملی جامہ نہ پہنائیے۔ ورنہ وہ سو خفیوں کی مباحثت میں اگر اپنی
 نسبت آبادی سے ایک ہی واپس شامل نہ ہوا۔ تو جلسہ بے رونق رہیگا

لاہور کا مشہور روزنامہ جس کی ہاگ سنجہوں کے ہم عقیدہ ہوا خواہوں کے ہاتھ
 میں رہی ہے اپنے کو سخت بھڑکتا ہے۔ کہ باوجود علم دین سے بے خبری کے علماء
 دین کی نکتہ چینی کرے۔ اور بزرگوں کی پگڑی اچھال دے۔ مگر جب کوئی عالم دین
 کسی لیڈر کا خلافت شریعت فعل بنا کر صراط مستقیم کی طرف راہ نمائی کرے۔ تو وہ
 فعل در آتش ہو جاتا ہے۔ اور جی بھر کے صلواتیں **سنا** تاتا ہے۔ اپنی بے ادبیوں کی
 وجہ سے ہی تو شیعوں کی طرح غیر مقلد دنیا میں بدنام ہیں ۔

حنفی علماء جو روزنامہ مذکور کی غیر مقلدانہ تحریروں کا رونق کر رہے ہیں۔ اس
 کے کالموں میں جگہ نہیں مل سکتی۔ مگر جب کسی غیر مقلد کی چائے سے تواضع کر
 دی جائے تو اس کا ذکر پڑے فخر سے اخبار میں کر دیا جاتا ہے۔ کاش ان لوگوں کے
 دل میں چائے جتنی ہی دین کی قدر ہوتی ہے ۔

شکریتہ

ماہر احمد بن صاحب ہالی ماسٹر ٹیلر سب سے اول شکریتہ کے مستحق ہیں جنہوں نے
 پانچ سو سجدہ پتہ کے لیے چھٹن سو پچھتاربت کئے۔ خدا ان کی عمر اور مال میں برکت دے۔
 تاکہ وہ دینی کاموں میں بیش از پیش حصہ لے سکیں مسلمانوں نے جو چند دنوں میں
 سیکڑوں کی تعداد میں حزب الاحناف کی رکیت اختیار کر لی ہے۔ اب اس سے
 یقین و اتق ہو گیا۔ کہ ان کی کوشش سے گمراہ فرقے جلد صراطِ مستقیم اختیار کر لیں گے۔

مسلمانوں! فرقوں کی عیاریوں سے بچو

اے بھولے بھالے مسلمان بھائیو! تمہارے لئے بڑا نازک وقت ہے۔ سو برس
 کے اندر اندر نئے پیدا شدہ فرقے طرح طرح کی عیاریوں سے تمہیں شاہراہِ مصلحت
 حنیفہ سے دور پھینکنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اور جو تمہیں ان کے فرقہوں سے
 مطلع کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اُسے تفرقہ انداز اور اتحا و شکن مشہور کرنے لگ
 جاتے ہیں۔ حالانکہ سب سے بڑے منفرد وہ ہیں جنہوں نے تیرہ سو سال کی (خفی) جماعت
 کو چھوڑ کر اور سوادِ اعظم سے من موڑ کر ڈیڑھ اینٹ کی مسجد الگ بنالی۔ اور اس شعر
 کے مخاطب ٹھہرے

یہ چھوٹی سی مسجد تیری بی فریبن

نہ جائے سہلے نہ جائے وضو ہے

ان پر اُلٹا چور کو تو ال کو ڈانٹے کی حربہ اشلِ راست بیٹھتی ہے کہ نفاق و شقاق
 بین المسلمین کے رنگب تو خور ہیں مگر کمال شوخ چٹنی سے بڑی اسلامی جماعت کو گمراہ اور فتنہ پرداز
 کہتے ہیں۔ اگر وہ واقعی اتفاق و اتحاد کے خواہاں ہیں تو آئیں سوادِ اعظم کی طرف جس
 پر حکیم نبی مسلم خدائی اتھ ہے۔ اور چھوڑ دیں شیعہ۔ اہلحدیث۔ احمدی اور
 اہل قرآن (چکڑالوی) کہلانا اور خود ساختہ مسائل کو خلافِ جماعت رائج کرنا اور وہ ایسا نہیں
 کر سکتے تو بتائیں کہ انہیں ہم پر اعتراض کرنے کا کیا حق ہے۔ خود تو دینِ حنیفہ کو شانے کی کوشش دھڑلے سے